خطبات

خواجہ شِمسُ الدّین عظیمی

Acd vol 68

Track 1

Time 22:45

(سوال وجواب)

۱۔حضرت عیسی علیہ السلام کے وصال میں کیا حکمت ہے ؟

میزبان سوال :اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسی علیہ السلام کے رہتے ہوئے دو باتو ں
کو ذکر فرمایا ہے ۔ایک تو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاا ظہار کیا ہے کہ اللہ
ایسی ہستی ہے ۔ایسی قاردمطلق ہے کہ وہ چاہئے جو کرسکتا ہے مثلاً حضرت
آدم علیہ السلام کی پیدائش حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش میں ماں باپ د
ونوں زیر بحث آتے ہیں۔حضرت حوا کی پیدائش اور حضرت حوا کی پیدائش کے
بعد کہیں تذکرہی نہیں ہوتا اب ایک ہی خانہ رہتا گیا تھا بغیر باپ کے پیدائش تو
وہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسی علیہ السلام کو پیدا کر کے یہ ظاہر فرما دیا یہ
جو تخلیق کاسلسلہ قائم ہے مخلوق یہ نہیں سمجھیں کہ اس میں اللہ تعالیٰ
محتاج ہے اور یہ ایک سلسلہ قائم کرکے ناعوذبا اللہ اللہ تعالیٰ اس میںعفودرگزر
نہیں کر تا ۔اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے بار ے میں یہ بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی
ذات ایسی قادر مطلق ہے کہ چاہے تو بغیر محتاج کے پیدا کر دے ،چاہے تو بغیر
ماں کے پیدا کر دے،اور چاہے تو بغیر باپ کے پیدا کر دے ۔ا س ضرروری نشریات
نہیں ہے بڑی عجیب بات ہے کہ یہ جتنی بھی تخلیق کاسلسلہ ہمارے سامنے ہے
وہ چاہے اس میں انسان اور حیوان ہو اس میں ماں باپ جو ہے شرف ہے پیدا
ش کہہ جب تک ماںباپ نہیں ہونگے جب تک اولاد پیدا نہیں ہوگی ۔اب درختوں
کابھی ایسا حساب کتاب ہے وہ بھی نر مادہ ہو تے ہیں ،پودوں کابھی ایسا
حساب کتاب ہے ہوہ بھی نر مادہ ہو تے ہیں ،کھجور میں بھی یہی حساب کتا ب
ہے اور جناب اتنے حیوانات ہیں ان میں بھی یہی سلسلہ ہے اور انسانومیں بھی
یہی سلسلہ ہے ۔لیکن جب اللہ کا تذکرہ آئے گا تو وہاں یہ بات بالکل واضع طور
پر سامنے آجائے گی کہ یہ ٹھیک ہے اللہ تعالیٰ نے نسل کا جو سلسلہ بنا یا ہے ہ
اللہ تعالیٰ اس کو اسی طرح پسند کر تا ہے لیکن اللہ تعالیٰ محتاج نہیں ہے ہ
بغیر ماں کے بچہ پیدا نہ ہو تا ہو بغیر باپ کے بچہ پیدا نہ ہو تا ہو۔بغیر ماں کے
پیدا ہوا ہے ایک تو اللہ تعالیٰ نے اپنی خدمت کا یہ اظہار کیا ہےہ دوسری بات
اللہ تعالیٰ نے جو اخلاق میں فرما ئی ہے وہ یہ ہے کہ جس طرح مرد مردوں کو
اللہ تعالیٰ نے روحانی صلاحیت دی ہےہ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے خواتین کو بھی
روحانی صلاحیت سے نوازہ کیا ہے ۔مثلاً جب حضرت مریم علیہ السلام کو

حضرت زکریاعلیہ السلام نے کمرے میں بند کر دیا اور بھول گئے اور کچھ دنوں کے
بعد یا کافی دنوں کے بعد زکریا علیہ کو کمزوری محسوس ہو ئی ہیہی کہ
حضرت مریم کمزور ہو گئی وہ تو بچارے گھبراگئے تھے پتا نہیں مر ہی گئی ہو
نگیہ انہو ں نے پو چھا بھئی تم نے کہاںسے کھا یا کہاں سے پیا میں تو باہر سے
دروازہ بند کر کے گیا تھا ۔حضرت مریم نے یہ کہا مجھے تو میرا اللہ بھیجتا تھا ۔
فرشتے کھا نا لا تے تھے وہ کھا یا توایک تو یہ بات دوسری یہ حضرت مریم نے
فرشتوں کو دیکھا اور جب فرشتوںنے کہا اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ تمہارے یہاں
ایک بیٹا ہو ا ور اوہ بیٹا اللہ کاپیغام پہنچائے تو حضرت مریم علیہ السلام نے
فرمایا میں تو تمہاری ہوں مجھے کیسے پتا بیٹا کیسے ہوگا تو فرشتوںنے کہا کہ
اللہ ایسا ہی چاہتا ہے اوراللہ جو چاہتا ہے وہ ہو جا تو اس سے آپ یہ د یکھیں
حوامریم علیہ السلام کی اتنی زیادی صلاحیت تھی کہ حضرت مریم کو اللہ تعالیٰ
نے اپنے ایک خاص موزے کے لئے یا ترانیت کے لئے خا ص نشانی کے لئے عورت
کاانتخاب کیا اوراس عورت کی تعریف یہ ہے کہ جب اعورت نے سنا فرشتوں سے
اللہ ہی ایسا چاہتا ہے تو اس عورت بنے خود کو سلنڈر کر دیا اورکہا دیا ٹھیک
ہے اللہ ایسا چاہے تو میںکیا ہوں تو اس میں خواتین کے متعلق بہت بڑا اللہ
تعالیٰ کی طرف سے اعزاز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بتا یا ہے کہ میرے مردوں
کوروحانی علوم حاصل ہو تے ہیجس طرح مردوں کے اندر روحانی احکام کا م
کر تے ہیں ۔اسی طرح خواتین کے اندر بھی روحانی صلاحیتیں ہیں یہ دوباتوں تو
بات بڑی لمبی ہو جائے گی اگر اس کی تشریح کریں بر حال پیدائش کے سلسلے
میں یہ دو باتیں بہت زیادہ اہم ہیں ۔ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا
اظہار کیا اور دوسری یہ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ عورت کواور مرد کو
روحانی صلاحیت برابربرابا ہیں ۔اگر کوئی پیغمبر فرشتوں کو دیکھ سکتا ہے تو
ایک خاتون بھی فرشتے کو دیکھ سکتی ہیں ۔ا گرکسی پیغمبر کے اوپر وحی ہو
سکتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس مرد کو جو پیغام پہنچا سکتے ہیں تو اللہ تعالیٰ
حضرت مر یم کی صورت میںایک عورت پر بھی پیغام نازل کر نے پر مشتمل ہے
اور جس طرح ایک مرد پیغمبر اللہ تعالیٰ کا فرمان سن کراس پر عمل کر تا ہے
وہ آدمی درجے ہو جا تا ہے اسی طرح حضرت مریم بھی جب فرشتوں نے یہ کہا
آپ کا اللہ ایسا ہی چاہتا ہے۔ تو حضرت مریم نے یہ کہا مجھے یہ تسلیم ہے کہ
اللہ کو پتا تھا کہ دنیا مجھے کیا کہے گی لیکن انہوں نے کہا ٹھیک ہے اللہ جو کہتا
ہے ٹھیک ہے اور پھر ولادت ہو ئی حضرت عیسی علیہ السلام کی بعد میں
حضرت عیسی علیہ السلام بولے ہمارے باپ کدھر ہیں ۔لیکن حضرت مریم علیہ
السلام نے بالکل مردوں کی طرح وہی کردار ادا کیا جو پیغمبروں نے کردار ادا کیا
ہے۔ پہلے تو کرتے ہی تھے آئندہ کریںیا حضرت عیسی علیہ السلام کر تے تھے ۔تو
یہ تو پیدائش کی سمجھ میںبات ہو ئی کہ مردوں اور عورتوں کی روحانی
صلاحیتیں بالکل برابر،برابرہیں۔ کچھ لوگ اطراز کر تے ہیں کہ صاحب مرد
پیغمبر ہو ئے عورتیں پیغمبر نہیں ہوئی لیکن تاریخ کا جو عہد ہے اس میں کئی

خواتین کا پیغام دیا جا تا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو پیغمبر بنا یا۔ اچھا اب اگر
چلئے یہی تسلیم بھی کر لیا جائے کہ کوئی عورت پیغمبر نہیں ہو تی تو اس سے
یہ بات ثابت نہیں ہو تی کہ عورت کے اندر روحانی صلاحیت موجود نہیں ہے۔
پیغام کے دوران کے لئے اگر انتخاب نہیں کیا جائے حالانکہ ایسا نہیں ہے لیکن اگر
مان لیا جائے تو اس سے یہ بالکل ثابت نہیں ہوتا کہ بھئی مرد ونکہ اندر روحانی
صلاحیت زیادہ ہے عورتوں کے اندر روحانی صلاحیت نہیں ہے ۔ اس لئے کہ
حضرت مریم علیہ السلام کا جوکردار ہے اور ایک مرد پیغمبر کاجو کردار ہے وہ
برابر برابر ہے ۔یہ تو پیدائش کے سلسلے میں ایک بات ہو ئی دوسرا جو اس میں
واقعہ ہے وہ ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کہہ لیجئے یا اس دنیا سے
انتقال کر جا نا کہہ لیجئے۔ لوگونے یہ کہایہ عجیب واقعہ ا س طرح ہوا برحال
کچھ لوگ اس کی ڈیٹیل نہیں جانتے ہوں ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے
میں بیت المقدس کے چاروں طرف بازا رلگتا تھا۔ جیسے میں نے ابھی مسجد میں
دیکھا تھا چاروں طرف بازارتھا اب مسجد ہے تو بازار جب وہاں لگتا تھا تو اس
بازار میں یہ یہودی لوگ جو ہیں انہوںنے جیولری وغیرہ کے علاوہ انہوںنے وہاں
جوا ،سٹّا،اور اس قسم کی چیزیں چلنا شروع کر دی ہو۔ اللہ تعالیٰ کے نظام کے
بالکل مترادف ہیں ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کو بار بار منا کیا کیوں کہ
ان کو اس کا کاروباری نقصان ہو تا تھا ۔لوگ بے شمار آتے تھے بیت المقدس کی
زیارت کے لئے وہ تو فنکاری ہو تے تھے تو انہوں نے احتجاج کیا اور حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کے خلاف ایک سازش تیار کی اور ان سے یہ منصوب کیا حضرت
عیسیٰ علیہ السلام سے کہ صاحب انہوں نے کہا ہے کہ اگرمیرا بس چلے تو میں
بیت المقدس کو اٹھا کر پھنک دو گا ۔حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ
کہا تھا اگر تم لو گ باز نہ آئے تومیں تمہاری ساری دوکانیں یہاں سے اٹھا کر باہر
پھنکوا دو گا ۔تو وہ دوکانوں کے بجائے انہوں نے یہ بتایا کہ صاحب حضرت عیسیٰ
علیہ السلام نے یہ کہاہے کہ بیت المقدس کو اٹھا کرپھینک دوگا اور اس میں
عدالت میں مقدمہ چلا گیا اور مقدمے کے بعد یہودیوں نے بے شمار گوہ پیش کر
دئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ کہا کہ بیت المقدس کو یہاں سے گرا
دو ۔مقدمہ چلتا رہاتو جو گورنر تھا جس کے پاس مقدمہ تھا اس نے اس مقدمہ
کو بہت زیادہ طویل کیا وقفہ دیا کہ کسی صورت میں آپس میں سمجھوتا ہو
جائے وہ علوم کا منشاہ تھااسی کاگورنر تھا تو یہ ایک نیک بندہ کو حاصل کرنا
چاہا رہا تھا۔ اسی اسماء میں کیوں کہ تقریب آگئی جیسے آپ لو گ کہتے ہیں
اور نام ہوگا اس زمانے میں تو آگئی تھی تو کہا یہ تھا کہ اس زمانے میں کچھ
لوگوں کوخوہشات جو ہے وہ آزاد کر تا تھا اس میں ڈاکو ہو تے تھے یا قاتل ہو تے
تھے تو گورنر نے سارے مولویوں کو بلا یا اور یہ کہا کہ بھئی اس مقدمے کے پیچھے
کو ئی جان تو ہے ہی نہیں لیکن یہ مقدمہ فاصل ہو رہاہے گواہیوں سے اب یہ
ہے کہ میری یہ خواہش ہے کہ مجھے تمہارے دو آدمی جو ہیں جیل میں بند ہیں
ایک ڈاکو ہے اور ایک قاتل ہے ۔تو ان کے بارے میں یہ ہے کہ کو ئی آدمی کیوں کہ

بڑے آدمی ظاہر ہے ہمیں چھوڑنے ہیں عیدکے موقعے پر تو میں یہ چاہتا ہوں کہ تم لو گ جو ہیں ان دونوں میں سے ایک کا انتخاب کر لو اور ایک حضرت عیسی علیہ السلام کو چھوڑا لو تو انہوںنے کہا کہ صاحب ہمیں ڈاکو کو نہیں چھوڑا نا ڈاکو ڈاکو چھوڑا نا ہے حضرت عیسی علیہ السلام کو نہیں ہنتیجہ میں یہ ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام وہاں سے جیل کھا نے سے کسی صورت میں نکل آئے اور ان کی بس تلا ش شروع ہو گئی کہ کہاں گئے ،کہاں گئے ،ان کے حضرت عیسی علیہ السلام کے حوارین میں سے حضرت عیسی علیہ السلام کے حوارین میں سے ایک دفعہ حضرت عیسی علیہ السلام بیٹھے ہو ئے تھے باتیں ہورہی تھیں انہوں نے فرما یا میرے ساتھیوں میں سے گیارہ حوارین بتائے جاتے ہیںتو میرے ساتھیوں میں سے کوئی میری مقبری کریں گا اور مجھے پکڑوا دے گا ہتو ان ساتھیوں میں سے ایک ساتھی نے کہاصاحب میں نہیںہو سکتاوہ باقی توخاموش رہے میں بھی تو حضرت عیسی علیہ السلام نے کہا تو تو خود اپنے مو سے کہہ ررہاہے ہاس کا مختصر یہ ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے اس سے کہا کہ تو میری مقبری کرے گا اور تیس روپے کیول تو مجھے یہی ہوا کہ انہوں نے گورنمنٹ نے جاسوس بنایا تیس روپے کا لالچ دے کر حضرت عیسی علیہ السلام کی گرفتاری یعنی تیس روپے کا انعام توتیس بار انعام دے کر اس نے حضرت عیسی علیہ السلام کی مقبری کر دی اس کا مختصر یہ ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام جو نشاندہی کی لیکن حضرت عیسی علیہ السلام نہیںتھے ان کہ ہم شکل کو ئی آدمی تھے اس کو وہ پکڑ کو لے گے ہاب دیکھئے عیسائی حضرات یہ کہتے ہیں ان کو قاتل کر دیا گیاہ ان کو فروخت کراد دیاہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تبلیغ کی اور یہ بتایا کہ …وماقتلون وماقتلون…نے کسی نے عیسی کو قاتل کیا ہے نے کسی نے عیسی کو سلنڈر کیا ہے ہ…عربی …اللہ نے ان کو آسمانوںکی طرف اٹھا لیا اب اس میں عیسائی مذہب تو یہ کہتا ہے کہ صاحب وہ ایسے ہی زندہ اٹھا لیاہ حضرت عیسی علیہ السلام کو زندہ اٹھا لیا لیکن روحانی لوگ وہ یہ کہتے ہیں بس… وہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو پسند کر لیا ہے اور وہ ان کو ایسی ہی موت اللہ تعالیٰ دی جوطبعی رخ ہے

میزبان :حضور علیہ الصلوٰۃوالسلام ساری کائنات کے لئے باعث ثقافت ہیں ہ برائے کرم ا س کی تشریح بیان کریں کیوں کہ کچھ لوگ کہتے ہیں نبوت کا سلسلہ حضور ہ کی ویصال کے بعد ختم ہو گیا ہ

واجہ صاحب :نہیںہ توایسی بات ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے بارے میں فرمایاہے الحمد اللہ رب العالمین کہ اللہ جو ہے تمام عالمین کارب ہے ہاب آپ یہ کہیں کہ صاحب جب عالمین بن گیا تو رب کی ضرورت ہی نہیں ہیںہ تو ضرورت ہی ختم ہوگئی ہرحمت الل ومارسلناکارحمت… العالمین…حضور ہ کو عالمین کا رحمت بنا کر بھیجا اس کا مطلب یہ ہواکہ جب تک عالمین ہے رحمت جب تک عالمین موجود ہے الحمد اللہ رب العالمین …جب تک عالمین موجود ہے تو رب

العالمین بھی موجود ہے۔ اسی صورت سے جب تک عالمین موجود ہے رحمت بھی
مو جود ہے اور بغیر رحمت کے عالمین کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا اور بغیر
ربوبیت کے بھی عالمین کا تصور نہیں کیا جا سکتا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیںالرحمان
الرحیم اگرالرحمان الرحیم بھی ا س بات سے مشہودہے کہ عالمین موجود ہے ۔
تو جب تک عالمین ہی مو جود نہ ہو تو کیسا الرحمان کیسا الرحیم کیسا تو یہ
وما ارسلنا...رحمت العالمین کا مطلب یہ ہواکہ اللہ تعالیٰ نے یہ جو عالمین بنا
دئیے ہیں یہ جو کائنات بنا دی جب تک یہ کائنات ہے۔ اس وقت تک رسو ل اللہﷺ
رحمت العالمین ہیں ۔اور جب تک رسو ل اللہﷺ رحمت العالمین ہیں اسی وقت
تک کائنات موجود ہے ۔یہ دونوں طرح ہم اس بات کو کہہ سکتے ہیں جب تک
عالمین موجود ہے رحمت کاہو نابھی ضروری ہے اور جب رحمت ہی ختم ہو
جائے گی تو یہ کائنات بھی ختم ہوجائے گی ۔تو یہ مشہود ہے رسو ل اللہﷺجو ہے
رحمت العالمین ہیںبا لکل اسی طرح جس طرح اللہ تعالیٰ جو ہے رب العالمین
ہیں ۔لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ رسول اللہﷺ رب ہو گئے۔ یا اللہ
ہوگئے۔ یا خدا ہو گئے ۔لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسا نظام بنا یا ہے کہ ایک طرف
ربوبیت ہے ۔اور دوسری طرف رحمانیت ہے رحم و کرم ہے ۔تو رب مشہود ہے
اس بات کاکہ رب رحم و الاہو ،کرم والا ہو،معاف کرنے والا ہوتو اللہ تعالیٰ نے
ربوبیت کی صفت اپنے لئے مقصود کر لی ہے ۔لیکن رحمت کی صفت رسول اللہﷺ
پر منتقل کردی ہے۔ اب یہ کائنات میں ربوبیتـ کا وصف جاری وساری ہے وہ اللہ
کی ذات سے متعلق ہے اور جتنا یہاں رحم سے متعلق وصف جاری و ساری ہے
کائنات میںوہ رسول اللہﷺ سے متعلق ہے ۔اسی لئے اللہ تعالیٰ نے خود فرما دیا
ومااارسلنا ... ہم نے اپنے محبوب ﷺکو عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجاہے

میزبان :اس وقعہ کے چھ ماہ کے بعدحضرت جعفرنے اپنے باپ کی قبر کھودی تو
اس قبر کو جب دوسری قبر میں منتقل کیا تو دیکھا کہ کسی چیز میں کوئی
تبدیلی واقع نہیں ہو ئی سوائے داڑی کے چند بال جو ہے وہ گر گئے ۔خواجہ
صاحب آپ نے کئی بار یہ فر مایا ہے کہ انسان مرنے کے تین دن کے بعد سڑنے لگتا
ہے اور ایک وقت ایسا تا ہے اس کا جسم ختم ہو جا تا ہے ۔خواجہ صاحب ایسا
ہو تا ہے یہ مندرجہ ذیل واقعہ میزاق ہے ان کے ساتھ ایسا کیو ں نہیں ہو ا؟

خواجہ صاحب :حضور پاک ﷺ کی ایک حدیث ہے کہ اللہ کے بندے ایسے ہو تے ہیں
کہ اللہ ان کے ہاتھ بن جا تاہے ۔اللہ ان کے کان بن جا تا ہے ۔جو کچھ وہ کہتے
ہیں اللہ انہیں پورا کر دیتا ہے ۔یہ ٹھیک ہے اب دیکھئے جو بندہ اللہ کا ہاتھ بن
گیا وہ کیسے سڑسکتاہے ۔جو بندہ اللہ ہاتھ نہیں بنا وہ سڑ جائے گا ۔تو سڑان کا
تعلق مخلوق سے ہے ۔خالق سے نہیں ہے۔ پھر عہد میں جو شہداء ہو ئے شہداء
کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فاصلہ کر دیا ہے کہ شہداء جو ہیں زندہ رہتے ہیں
اور اس سے بڑی بات انہوںنے تو یہاں تک لکھا ہے کہ شہداء جو ہیں وہ اپنی
قبروں میںسے باہر آتے ہیں اور حجامت بھی بنواتے ہیں ناخن بھی تراشتے ہیں پھر

واپس چلے جاتے ہیں ۔حضور قلندر بابااولیاء نے مجھے واقعہ سنا ان کے دادا جو
تھے وہ وصیت لین ڈاین کے وہ کہی نئی لین ڈال رہے تھے۔ جیسے زمین کھودی
گئی تو کچھ آواز آئی تو وہ لوگ سمجھے کہ اندر کو ئی خزانہ وزانہ ہیں جو مٹکے
وٹکے کی آواز آرہی ہے۔ تو وہ بہت احتیاط سے زمین کھود وائی گئی تو پتا چلا یہ
تو ایک قبر ہے ۔تو اس زمانے میں تو تختے سلیٹ رکھتے ہیں پہلے تو زمانہ
میلکڑی اور تختے رکھتے تھے۔ اس سے پہلے مٹکے رکھتے تھے ۔اب بھی بہت ساری
جگہ پنجاب میں رکھے جاتے ہونگے ۔قبر کھود کر الٹے مٹکے رکھے اس پر ڈال کر
مٹی پھر اس کو بند کر تے تھے تو وہ مٹکے بہت احتیاط سے نکالے گئے حضور قلندر
بابااولیا ء فرماتے ہیکہ وہ میرے دادا نے جو اوپر طرف سے پیر کی طرف سے
مٹکے اٹھائے سر کی طرف سے آخری مٹکے اٹھایا تووہاں ایک لاش نہیں ملی کفن
پہنے ہو ئے ۔کفن ابھی خراب نہیں ہو تا تھا تو ایک دم انہوں نے ایسے اٹھا یااپنا
کفن اٹھ کر بیٹھ گئے اور یہ کہا کیا حشر اور نشر ہو گیا تو انہوںنے حضور قلندر
بابااولیاء نے کہاا نہیںنے ابھی حشر نشر نہیں ہواہم ذرا صفائی کر رہے ہیں آپ
کی قبر کی آپ سو جائے وہ پھرسو گئے اور سونے کے بعدمٹکے لگا کر قبر بند کر
دی گئی اور وہ لوگ جو آتے ہیں ۔تو یہ تو بہت لوگوں میں عام ہو گئی بات ابھی
تک وہ مزار ہے ۔مزار کا نام بھول گیا نام بھولنے میں بہت تیز ہوں ۔اچھا یہ تو
بات ہوگئی ایک مولانا اشرف کا ایک واقعہ ہے کہ وہ اسٹشن سے آئے توبیج میں
ایک قبرستان پڑھتا تھا تووہاں حافظ دانی شہید کا ایک مزار تھا ۔حافظ دانی
شہید بیت اللہ کے تو برحال انہوںنے کہا یہ حافظ صاحب کے مزار پر فاتحہ پڑھ
لیں تو وہاں یہ پڑھا گیا فاتحہ پڑھ رہے تھے ایک دم گھبرا کر ہاتھ چھوڑ کر جانے
لگے۔ تو لوگوںنے کہا حضرت جی کیا ہوا تھوڑے سے گھبرائے جانے لگے جی حافظ
صاحب نے مجھے ڈانٹ دیااور یہ کہا ہے کہ مردے پر فاتحہ پڑھ رہا ہے تیرا بڑا
فاتحہ پڑھنے والا ہے ۔تو یہ حافظ دانی شہیدبہت مشہور ہوگئے تھے اور مقصد یہ
ہے کہ سڑان کا تعلق بھئی ہم جیسے لوگوں کا ہے ہم لوگ سڑ جائیں گے۔اللہ
والے نہیں سڑتے یہ جو سڑان ہے آدمی سڑ جا تا ہے لیکن شہداء نہیں سڑتے
قرآن سے شہداء کا تعلق ہے ظاہر ہے وہ شہید ہو گئے اور دوسری بات یہ ہے
کہ جو واقعتااللہ والے ہو جاتے ہیں اور جن کے اللہ تعالیٰ ہاتھ ناک کان بن جاتے
ہیں ۔ان کے جسم جو ہیں وہ خراب نہیں ہو تے وہ سارا کا سارا اس میں واقع
ہے تمام دنیا نے دیکھا ٹی وی میں دیکھا ۔اتنا ہی ہے ۔اختتام

خطبات

خواجہ شِمسُ الدّین عظیمی

Acd vol 68

Track 2

Time 20:02

(سوال و جواب)

۲۔مرید کس طرح پیرو مرشد کی ذات میں فنا ہو سکتا ہے ؟

سوال یہ ایک سوال ہمارے شاہد صاحب نے دیا ہے کہ روحانی ڈائجسٹ میں آپ
کے وسائل میں ایک آپ نے فرمایا ہے کہ روحانی علوم کے اقتباس کے لئے ضروری
ہے کہ مروم اپنے ایک معراج تلاش کرے اور مروم تلاش اس طرح کر ے کہ وہ
ہاتھ مروم کے رشے رشے میں جزب ہو جائیں اس کے بغیر روحانی علوم شروع
نہیں ہو گا اور اگر پردے کا حال ہو بھی جا تا ہے توعارضی ہو تا ہے اور پرے کا
نشا ن نہیں ہو تابجائے یہ فرمائے کہ عملی طور پریہ بتائیں کیا کیا ہو تا ہے ؟

جواب۔ میرے خیال سے بہت ہے حساب کتاب اور کوئی بے شمارفرقے یہ فرقے
کتنے ہو ں گے یہی بات میرے ذہن میں یہیبات زیر بحث آتی ہے ان علوم کو
سیکھانے والابندہ جو ہے وہ اچھا استاد ہو اوراس علوم کوجو ہے اس سے با
مرشد ہو مثلاً میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوںکہ مجھے ایسا استاد تلاش کر نا ہو گا
جو مجھے سیکھائے کوئی آدمی انگریزی نہیں جا نتا مجھے کیسے انگریزی پڑھائے گا
کوئی آدمی اردو جانتا ہے تو ضروری ہے جو استاد ہواس کو اردو آتی ہوبرحال
بات یہ ہو ئی جو استاد ہے اس کے بارے میں یہ معلومات حاصل ہو نی
چاہئیاوریہ یقین ہو نا چاہئے کہ جو علم ہم سیکھ رہے ہیں وہ ہی علم سیکھ
رہے ہیں جو اس آدمی کو آتا ہی نہیں ہے پہلی بات تو یہ بن گئی دوسری بات
ضروری ہے کہ پہلے شاگرد سے ہمیں اس استاد سے تعا ون کر نا ہو گا مثلاً آپ
کارپیٹ کا کام سیکھنا چاہتے ہیںاس میں آری ہو تی ہے آری سے تو جان بھی جا
سکتی ہے استاد کہتے ہیں کہ جب اس آری کولکڑی پر چلا یا گیا تو آپ دیکھئے یہ
آری کو آڑی کر کے لکڑی کے ساتھ چلا یا گیا تو نتیجے یہ ہو گا کہ وہ لکڑی نہیںکٹے
گی اگر آپ نے زبر دستی کوئی طریقہ ایسا اختیار کر لیا تو و ہ آریء مجبوراً
لکڑی کاٹ گئی اس لکڑی کو کاٹنا نہیں کہے گے اس سے یہ پتا چلا کہ کوئی بھی
اس کی پہلی بنیادی شرط اس بات میں ہے جس میں آدمی اپنی عقل استعمال
نہ کرے جیسے استاد کہتے چلے جائیںآپ کرتے چلے جائیں ہاب ایک آدمی کو حساب
کتاب نہیں آتا استاد کہتے ہیں ایک دو تین چار اب شادی اگر واقعتاانسان خوش
ہو جا تا ہے تو اسے ایک دو تین چار میں عقل استعمال نہیںکرنی پڑھتی اگر اس
نے ایک دو تین چار میں عقل استعمال کر لی اگر اس نے کہا صاحب ایک دو کیوں
نہیں تین چار کیوں نہیںتو وہ ڈیوٹی ہے اب ڈیوٹی کے سلسلے میں حساب تو
حساب سیکھنے کے لئے گنتی کی لازم ہے کہ آدمی چار سال کا ہو ،پچاس سال کا
ہو ،بیس سال کا ہو ،بہ عقل ہو تے ہیں بیس پچاس سال کی عمر میں اس کو
عقل ہے اور حساب کتاب میں نہیں جا نتا اسے بالکل گنتی یاد نہیں ہے ایسا
ہوسکتا ہے ہتو اس سے یہ ضروری ہے کہ وہ چار میں سے کوئی ایک پچاس سے
کوئی ایک ہے وہ پچاس سال کی عقل کو تجربے کو استعمال نہ کرے بلکہ بالکل لا

تجربہ کار ہوکر بے عقل ہومثال دے کر یہ صورت اگر نہیں ہو گی تو ہم تو کو
ئی آدمی یہی دنیاوی علوم کا اصول ہے ۔جس کو ہر شخص جانتا ہے اور یہ جو
اصول ہے اس کو کسی بھی طرح کوئی آدمی رد نہیں کر سکتایہی سرکاری
اصول ہے ۔مثلاً ایک بچے کو آپ ابسنٹ ہاری دیں وہ بچہ یہ کہے کہ صاحب تو
آپ کے پاس ایسا کو ئی طریقہ نہیں ہے کہ بچے کو آپ الف الف سمجھا دیں ب
ب سمجھا دیں آپ برحال پیار سے محبت سے ڈانٹ کر ،ڈبٹ کے ،گھر کے ماحول
سے مطلب بچپن کا ایک واقعہ ہے جب ابا جی نے مشہود رہتاتھا تو وہ کہتا تھا
الف ب ت توایک دن پڑھایا دوسرے دن جب وہ ہمارے والد بیٹھے تو انہوں نے کہا
الف کو ب کیوں نہیں کہے گے ب کو الف کہے گے اور الف کو ب کہے گے ۔تو
انہوں نے تو کچھ بھی بول دیا لیکن انہوننے بول دیا نہیں بیٹھا(الف)الف ہے ۔
(ب) ب ہے ۔الف ب پ ہے ۔تو باپ بیٹھے سے چھوٹے بچے ہو تے ہیں تو استاد نے
فرمایا کہ بھئی نکل جائو ۔دوسرے دن دادی اماں تھی وہ بہت ضعیف تھی لاٹھی
لیکر چلتی تھی دادی اماں کی کو ٹھی میں گئے اور وہاں سے لاٹھی اٹھا کر لئے ار
کہا کہ یہ کیا ہے انہوں نے کہا یہ دادی اماں کی لا ٹھی ہے دادی امانکی یاد بھی
ہے تو انہوں نے کہا دادی اماں کی لا ٹھی چھوڑ دو تو سمجھ میں آجائے گا
پیرومرشد کون ہے تو اس کا مطلب یہ ہے یہ کوئی لاٹری نہیں ہے دلیل نہیں ہے
کہ لاٹھی آگئی اب انہوں نے بچے سے منہ موڑ کر ایک ایسا طریقہ اختیار کیا کہ
بچے کے ذہن میں جو پروگرام آتا ہے وہ کسی صورت سے ختم ہو اور اسے ہی
کامیاب ہو گئی ۔لیکن دنیا کا کوئی بھی دانشور ،دنیا کا کو ئی بھی بڑا آدمی،اس
بات کو لو جک قرار نہیں دے سکتا زمین نہیں بنا سکتا جو دادی امانکی لاٹھی تھی
۔ہر حرف جب آپ کو الف پڑھنا ہے تو آپ کو عقل ختم کر نا ہو گی۔اپنے آپ کو
استادکے سبق دینا ہو گایہ ایک دنیاوی علوم کا اصول ہے ۔اب میرے ذہن میں
بیماری یہ ہے کہ صاحب روحانیت کے لئے ایک مراد کی ضرورت ہے مرادسے
مرادایک مرید ہو تا ہے ایک مراد ہو تا ہے ۔مرید سے مراد شاگرد۔ شاگرد،مراد
سے مراد استاد ٹیچرتو جب کو ئی آدمی دنیا وی علوم کو سیکھانا کو ئی آدمی ا ور
سلسلہ میں تیسرا کو ئی آدمی روحانیت سیکھنا چاہتا ہے او ر روحانیت کے بارے
میںکچھ معلومات حاصل ہو ں۔مثلا ً ایک روحانیت ہو تی ہے جس طرح انسان
کی دو آنکھیں سامنے رکھی ہو ئی ہیں اس طرح اندر بھی دو آنکھیں ہو تی
ہیں ۔ جس طرح یہ آنکھ مادی دنیا میں دیکھتی ہے تو اندر کی جو آنکھیں ہیں
وہباہر کی دنیا میں دیکھتی ہے ۔تو یہ کس طرح ہے کسی کے تجربہ میں نہیں
ہے یہ بات میرے تجربہ میں یہ بات ہے روحانی علوم کا قاعدہ کیا ہے ۔اور
روحانی علوم کو ابھی الف ب ت کہی جاتی ہے ۔تو جب وہ اس قاعدہ کی بنیاد
پر کسی سلسلہ میں داخل ہو گا اور وہ استاد اسے اس سلسلہ میںداخل کر لے
گا ۔تو اس کشمکش کو روحانی اصلاح سے مرید کہا جا تا ہے ۔اور استاد کومراد
کہا جا تا ہے ۔تو جس طرح الف ب سیکھنے کے لئے استاد کی تعلیم بغیر عقل

استعمال کئے ہو ئے ضروری ہے تو اسی طرح روحانی علوم سیکھنے کے لئے دنیاوی علوم میں

phd

کی ڈگری کی ضرور ہے اس لئے کہ

phd

آدمی جو ہے روحانی قدر کی حیثیت اسی بچے کی ہے نرسری جیسے بچے کی ہے
۔جس بچے کو اس کی مثال یہ ہے کہ ایک بزرگ ہیں ساٹھ سال کی عمر ہے
زمیندار ہیں کسان ہیں ۔تو انہوں نے پڑھا ہی نہیں نہ انہوں نے اردو پرحی نہ
انہوں نے قاعدہ پڑھا نہ انہوں نے قرآن پڑھا نہ ایسے لوگ بھی ہیں ۔اب ان کے
سامنے آپ ایٹم کی تھوری بیان کرنا شروع کر دیں یا ایسے نظام کی تعریف بیان
کر یں کہ صاحب ایسا نظام ہو تا ہےیہاں سے آواز آتی ہے وہاں جاتی ہے تو ا
س کا مطلب یہ ہوگا وہ بزرگ جو ہیں وہ بے وقوف ہو ئے یاآپ بے وقوف ہیں
کہ آپ نے اس بزرگ کی صلاحیت کا اندازہ کئے بغیر اپنا ووقت بھی ضائع کر دیا
اس کاوقت بھی ضائع کر دیا تو مرید کے لئے اتنا ضروری ہے یہ مرادکا
کہناماننااورخود کو مرادکے طویل درجے پر پھر یہ روحانیت جو ہے الف ب ت
سیکھنے کے لئے اس میں داخل ہو جا نا تو ایک تو یہ بات دنیاداری کی بات ہو گئی
اور پھر آپ نے سنا کہ جب تک کہ الف کو الف نہ کہے کر بغیر عقل استعمال کئے
ہوئے روحانیت نہیں سیکھ سکتا ۔دوسری بات یہ ہے یہ روحانیت جو ہے یہ کوئی
کتابی علم نہیں کتابو ں میںروحانی تذکرے نہیں ہے لیکن ابھی تک روحانیت کا
کوئی رخ سامنے نہیں آیا ہے ۔پہلی جماعت پہلی کتاب پہلی کے بعد دوسری
جماعت دوسری کتاب دوسری جماعت کے بعد ایس ایم اے یہ کورس جو ہے ابھی
تک دنیا میں نہیں ہے جو لوگوںنے بنا یا ہو۔ا ب کیوںنہیں بنا یا یہ الگ بات ہے ایسا
کورس ہے نہیں۔کتابی صورت میں ایسا کوئی کورس نہیں ہے ۔ ہمارے لئے
منتقل ہو تے ہیں زبانی طور پر منتقل ہو تے ہیں یا ذہنی طور پر منتقل ہو تے
ہیں ۔ایک آدمی نے ابھی جنت نہیں دیکھی لیکن ہو سکتا ہے کہ وہ اس کو اللہ
جنت میں دوزخ میںبیٹھا دے تو استاد کے مشاہدے کر نے سے یہ استاد کا علم بن گیا
۔اب وہ جنت میں بیٹھا یا جائے یا ردوزخ میں بیٹھایا جا ئے استاد کا اپناایک علم بن
گیا اور مصروفیت کاطرز میں یہ بات آگئی کہ جنت کو کیسے دیکھا جا تا ہے اور
جنت کیا ہے ۔تو جب مرید کا مراد جنت دیکھانا چاہے گا تو اس کے لئے ضروری ہو
گا کہ وہ صلاحیت جو استاد کے اندر موجود ہے یعنی جس صلاحیت سے استاد نے یا
مراد نے جنت کو دیکھا ہے وہ صلاحیت جب تک مرید کے اندرمنتقل نہیں ہو گی
جب تک نہیں ہے اس بات کااورآسان لفظوں میں کہیے ایک دنیا ہے آپ دیکھ رہے
ہیں اس کا رنگ سفید ہے دھوپ کا رنگ اب آپ یہ چاہتے ہیں کہ دنیا میں سب
لوگ نظر آئیں لیکن دنیا ایک ہی نظر آئے اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ آپ
آنکھیں بند سرخ دنیا کی آس لگا لیجئے تو آپ کولال نظر آئے گی یہ الگ بات ہے

کہ وہ لال ہے ہی نہیں لیکن اب مسئلہ یہ ہے کہ وہ سرخ رنگ کا گلاس کہاں سے آیا یا نیلا رنگ کا چشمہ کہاں سے آگیا آنکھوں میں یہ سرخ رنگ کا گلاس یا نیلے رنگ کا چشمہ جو ہے دراصل یہ ایک صلاحیت ہے ،ایک تجربہ ہے ،اس تجربہ کی بنیاد پر اس کو پیلا بنا دیا گیا اس کو سرخ بنا لیا گیا تو اگر استاد واقف ہے اس بات سے اگر آنکھوں پر نیلے رنگ کا گلاس بنا لیا جائے تو ہر چیز نیلی نظر آئے گی تو ا سکا تجربہ جو ہے وہ ا س سے واقف ہے حالانکہ آپ نے کبھی نیلے رنگ کا چشمہ دیکھا ہی نہیں ہے ،نہ آپ اس سے واقف ہیں جیسے ہی استاد اپنی آنکھوں میں سے نکال کر آپ کی آنکھوں پر چشمہ لگا ئے گا تو دنیا نیلی نظر آئے گی ،اس کا مطلب یہ ہے کہ استاد نے جس صلاحیت سے جس چشمے سے یہ گلاس میں دنیا کو رنگین دیکھا یہ چشمہ صلاحیت آپ کومنتقل کر دی یعنی آپ کو چشمہ دے دیا اس کا اور کھول کر آپ بیان کر یں کہ ہماری جو دیکھنے کی صلاحیت ہے اس کو ہم جب دیکھتے ہیں وہ ہماری نظر میں ٹھیک کا م کر تی ہے،اور ایک وقت تک کام کر تی ہے ،لیکن جب ہم چشمہ لگا تے ہیں تو ہمیں بہت کئی دور دیکھتے ہیںاور جب ہم دوبین لگا لیتے ہیں تو وہ نظراور زیادہ دور دیکھتے ہیں اورع جب ہم مائیکرو اسکوپ پر دیکھتے ہیں تو ہمیں سیارے اور ستارے نظر آتے ہیں اور پورے کہکشانی نظام ہمارے آنکھوں کے سامنے نظر آتا ہے ،تو ا س کا مطلب یہ ہوا اگر کو ئی ایسی چیزدور دیکھنے کی صلاحیت کو بیدا ر اور متحرک کر دیتی ہے ،وہ آپ کو حاصل ہو جا ئے اگر آپ دوبین رکھ لیں مائیکرو اسکوپ رکھ لیں تو آپ بھی اس دور کی چیزوں کا مشاہدہ کر سکتے ہیں ،لیکن جب تک کو ئی صاحب دوبین آپ کی آنکھوں کو نہیں لگا ئے گا آپ سیارے کو ستارے کو نہیں دیکھ سکتے تو روحانیت کااصول دنیاوی علوم کا الگ الگ نہیں ہے بس فرق اتنا ہے کہ دنیا وی علوم جو ہے وہ محنت سے، اقتباس سے ،قاعدے سے ،کتابوںسے ،تختے سے ،قلم و دماغ سے حاصل ہو جا تے ہیں ،اور روحانی علوم کے باعدے کورس ابھی تک نہیں بنا وہ صلاحیتیںجو پیرومرشد کی ہیں وہ زبانی طور پر یا ذہنی طور پر منتقل ہو جاتی ہیں ،تو جب تک کو ئی آدمی خود کو اس کا اہل ثابت نہ کر دے کہ مرشد کی یا مراد کی صلاحیتیں اس کے اندر منتقل ہو جائیں تو اس وقت تک وہ مرشد کے کو استعمال نہیں کر سکتا تو ا س کی مثال یوں سمجھیں آپ کے آپ کے پاس ایک چارا ہے اور اس میں دودھ ڈالنا چاہتے ہیں تو آپ پہلے تو آپ اس میںضائع کریں یا کسی برتن میں رکھیں الگ بات ہے اس کے بعد اس کا مانجھے پیالے کو اور اس کے بعد اس کو کلر کر ائیں اب جب دودھ ڈالیں گے تو دودھ کی حیثیت برقرار رہے گی ،لیکن اگر تیل والے پیالے میں آپ نے دھو یا نہیں دودھ ڈال دیا تو دودھ کی جو حیثیت ہے وہ ناخز ہو تو جب تک کو ئی مرید جب تک کوئی مرید اپنے اندر سے ماحول کی کثافت کو ،جھوٹ کو ،شک کو ،وسوسے کو ،بے یقینی کو ،اللہ سے دور نکال کر اپنے برتن میں مانجے گا مراد کی صلاحیت منتقل نہیں ہو گی،تو مرید کا اپنے آپ کا ماجنا، مرید کا اپنے آپ کا قلیل کرنا،اس کا روحانی اصلاح میں فنا کہتے ہیں یعنی مرید

نے پرومرشد کی روحانی صلاحیتوں کو اپنے اندر منتقل کرنے کے لئے اپنے آپ کا مانج کر صاف ستھرا کر کے قلیل کر کے پیش کیا ہتو قلیل کر نامیجو میل اتر اکچیل اتر ا ختم ہو ئے ان اثرات کا ختم ہو نا جو ہے اس کو صلاحیت کا درجہ کہا جا تا ہے کہ مرید نے مراد کی صلاحیتوں اور اصول کے لئے ان تمام چیزوں کی نفی کر دی جن چیزو ں سے پیرو مرشد کی صلاحتیں منتقل ہو نے میں بکھرتی زیادہ ہے۔اتنا ہی ہے اختتام

خطبات

خواجہ شِمسُ الدّین عظیمی

Acd vol 68

Track 3

Time 17:06

(سوال و جواب)

معراج النبی ﷺ کی روحانی توجیح اور پانچ وقت کی نمازمیں کیا حکمت ہے؟

سوال ہے یہ جو شب برات کا شب جو ہے اسی مناسبت سے میں نے کو ئی سوال پو چھے ہیقرآن پاک کی اس آیت کا ترجمہ ہمیں پتا ہے کہ طاق وہ رات جس میں اپنے بندو ں کورات کے دلیل مسجد احرام سے مسجد اقصیٰ پر بابرکت بنا دیاہم نے جس کو دیکھے ہم دیکھا ئے اپنے بندوں پر قدرت کی نشانیوں پر بیشک یہی ہے اس کو سننے والا دیکھنے والاآپ شب برات کے اس موقعے پرمندرجہ با لا آیت معراج النبی ﷺ کے مطالعے پر اس کی روحانی تشریح فرمائیں اور انہیں یہ بھی بتائیں اللہ نے حضو رعلیہ الصلوٰۃ والسلام کس طرح کی نماز کیوں عطا کی اس کی حکمت کیا ہے اورا س کی کیا وجہ ہے کہ حضور کے علاوہ دوسرے تمام انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بالکل الگ طریقے سے اپنا پیغمبر بنا دیا ہمعراج کے موقعے پر شب برات یعنی یہ تمام مومن کے لئے معراج ہے اس کی تعدادپچاس سے پانچ کیسے ہو گئی ؟

...جواب ہبسم اللہ... تلاوت سورۃ القران

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں رسول اللہﷺ کوجو نماز عطا فرمائی ہے اس سے پہلے لوگ کہتے ہیں کہ جتنے بھی پیغمبر علیہ والسلام اس دنیا میں تشریف لائے ہیں اس سب میں ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں میں بتا یا جا تا ہے یہ تو اللہ کو پتا ہے ہان سب نے ایک ہی بات کہی ہے کہ صاحب ہم کوئی نئی بات نہیں کہتے رہے بات ایک ہے۔ اور وہ بات یہ ہے کہ اللہ خالق ہے اور بندے مخلوق

ہیں ہاللہ ایک ایسی ہستی ہے جو مخلوق کوپیدا کر تی ہے اس کی حفاظت بھی
کر تی ہے ہاور مخلوق کوپیدا کر نے کے بعد اس کی تمام ضروریات زندگی کے لئے
وسائل بھی فراہم کر تی ہے ہاور یہ نہیں کہ پیدا کر کے چھوڑ دیا ہکیوں کہ اللہ
ایک ایسی ہستی ہے ایسی ذات ہے کہ جس نے ہمیں پیدا کیا ہمارے لئے وسائل
پیدا کئے ،ہمیں عقل و شعور دیا ،ہماری حفاظت کی ،اس دنیا کے علاوہ دوسری
دنیا میں بھی ہمارے لئے اجر رکھا جنت بنائی ہجب تمہارے الفاظ ہیں جس ہستی
نے تمہارے اوپر اتنے احسانات کئے تمہارے اوپر اس کا معاملہ یاد نہیں اور وہ ایک
اللہ ہےہ ایک ہستی ہےہ اس کا مطلب ہوا کہ تمام پیغمبروں نے ہتعالیٰ رسول
اللہہ سے پہلے جو کہا سب نے ایک ہی بات کہی اور وحدنیت کہ سب ایک ہے ہ
اللہ ایک ہے اور مخلوق بہت ساری ہیں ہیہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر اس با
ت کا اعلان کر تے رہے کہ بھئی خوب ترقیاں کروہ اللہ کے کعبہ شریف
میںبنائو،اللہ سے رشتہ جو ڑوں ،یہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا،تمام آسمان ساتھ
جس کی مثالیں دی تو اللہ وہ ہے جس نے انسان کو نو مہینے ماں کے پیٹ میں
رکھا ،اللہ وہ ہے جس نے معراج شہبازمیں دو چشمے ڈال دئے دودھ اور ساتھ ہی
ساتھ ہر پیغمبر نے یہ بات فرمائی کہ ہمارے بعد بھی ایک پیغمبر زندہ ہیں یعنی
اللہ نے اپنی مخلوق کے اوپر جو انعامات و اکرامات کئے ہیں ہہم سب اس کا
زمینہ ہیں یا دیباچہ ہیں اور ایک بندہ سب سے آخری میں آئے گا ہوہ اس کے اوپر
اس کا مثلاً یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے انعامات و اکرامات کی تکمیل ہو گی ہاس
بندے کو جو ہمارے بعد آئے گا ہتو اللہ تعالیٰ نے جوانتظام دیا اس بات کا کہ رسول
اللہہ کا تعارف ہو تا رہے ہتمام انبیاء آتے رہے او ر حضور پاک ہ کی پیش کی ہو
ئی فرماتے رہے بس آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ حضرت آدم کو ہی تکمیل کیوں
نہیں کر دی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کیوں نہیں کردی حضرت عیسیٰ پر
کیوں نہیں کر دی ،اس کے بارے میںدیکھئے قرآن پاک میں دیکھنا ہو گااللہ تعالیٰ
فرماتے ہیں ...عربی آیت...کہ ہم نے اپنی امانت سموات پر ،علوم پر ،پہاڑوں پر
پیش کر دی ہسب نے یہ کہا سب نے یہ کہا کہ صاحب ہم اس امانت کو اٹھانے
میں متحامل نہیں ہو تے اورا گرآپ نے یہ مال ہمارے کندھوں پر ڈال دیا تو ہمارا
وجود ہی ختم ہو جائے گاہم رذہ رذہ ہو جائیں گےہ تو یہ امانت کو انسان نے اٹھا
لیاوہ اس کو بتانا ضروری ہے گیا انسان نے اٹھا لیا بغیر سلوشن کے اٹھا لیا اس کے
اندر ذرا تو صلاحیت تھی نہیں ہاس میں پہاڑ کی صلاحیت نہیں ہے ہتمام آسمان
کی صلا حیت نہیں ہے ہآپ غور کریں ہآسمانومیں فرشتے بھی ہیں ،گرہ اعلیٰ
بھی ہیں ،گرہ میکائیل بھی ہیں ،زمین کے اندر کتنے کتنے چیزیں اللہ نے بنائی ہر
مخلوق ہےہ یہ بڑی بھاری چیز ہے اس کو ہم نہیں ما نتے انسان جس کی مثال
ہےہ اس کو ضرور خالق اللہ ہے لیکن کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے امانت پیش کی اور
انسان نے تمام کوکندھے پر اٹھا لیا تو یہ اللہ تعالیٰ کی سیرت و بصرت بن گئی تو
اس امانت سے تکمیل ہو گئی ہشعوری انسانی اتنا طاقت ور ہو جائے کہ یہ
امانت پوری کی پوری اس میں منتقل ہو جا ئے تو ہاس شعور کے ارتقاء کے لئے

شعور کے اندر ساکت پیدا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک لا کھ چوبیس ہزار پیغمبر
بھیجے اور وہ لوگ جو آدم آئے ۔آدم کو ساکت دی گئی ۔آدم یا دوسرے پیغمبر آئے
وہ ساکت ڈبل ہو گیے جب اورپیغمبر آئے تو وہ میزاج تو اس میں جمع کر جمع
کر جمع کر تو ایک لا کھ چوبیس ہزار شعوریت جب ایک جگہ جمع ہو گئی تو وہ
ایک لاکھ چوبیس ہزار کی شعوری صلاحیت رسول اللہﷺ میں منتقل ہو گئی ۔تو
اللہ تعالیٰ نے ان کے اوپر اکمل لکم دینکم ...دیکھئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیمینہ
اپنی نعمت رسول پر پوری کر دی ۔کیوں پو ری کر دی اس لئے پوری کر دی کہ ا
ب شعور اتنا طاقت ور ہو گیا ہے کہ میری جو امانت ہے اور میرا جو انعام ہے وہ
پو را اس کے اندر منتقل ہو اور اس کے اندر صلاحیت ہے اورساکت پیدا ہو ۔ اب
سوال کیا کہ صاحب معراج کیوں نہیں ہے پیغمبر وں کو کیوں نہیں ہے۔تو اس
بات سے بازداری بھی ہو تی ہے کہ رسو ل اللہﷺ کو معراج اس لئے ہو ئی کہ
رسول اللہﷺ کی جو پہلی ساکت اور صلاحیت وہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں
سے زیادہ ہے۔ مجمعود ہے اور دوسرے پیغمبروں کو معراج اس لئے حاصل نہیں
ہے کہ ان کے ساکت حضور ﷺ کے بہت زیادہ ترہے ۔اب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ
صاحب معراج میں حضور ﷺ تشریف لے گئے فاصلہ رہے گیا دو کمانو ں کا فاصلہ
رہے گیا پھر ...عربی آیت ...اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے سے راض و نیاز کی باتیں
کیں ۔تو راض و نیاز کی باتوں سے بھی اس بات کا مشاہدہ ہو تا ہے آپ لوگ کر
لیجئے کہ رسول اللہﷺ کی جو زیادہ ضروری ساکت ہے وہ اللہ تعالیٰ ن تمام اس
کی میرے محبوب ۔سے اور مجھ سے راضی ہو جائے گے ۔جب حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام کو معراج حاصل ہو ئی تو ان کی ساکت سے ایک لاکھ چوبیس ہزار
پیغمبر سے زیادہ ہے ۔ایک تو یہ بات ہو گئی دوسری بات یہ ہوئی دوسری بات
یہ ہے کہ جی معراج کے موقعے پرپچاس نمازیں فرض ہو ئیں اور اس کے بعد پانچ
ہوگئیں ۔دیکھئے میں الگ ہو ں میں نے کتا بوں میں پڑھا ہے کہ میں متحرکہ ہو
کہ میں آد می کی زندگی ہیں بہت ساری میں یہ سمجھتا ہو ں اپنے پیارے حبیب
محمد رسول اللہﷺ کے لئے امتی ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کامقا م
تیسرا تھا ۔حضور پاکﷺ کا مقام اتنا اعلیٰ او ر ارفعہ ہے کہ اس کا کو ئی نام ہی
نہیں خانہ کعبہ میں سنا ہے کہ دو کمانوں کا فاصلہ رہے گیا ۔بالکل فاصلہ نہیں
رہا ۔جس بندے کو اتنا بڑا مقام اللہ تعالیٰ نے عطا کردیا کہ اس سے راض و نیاز
کی باتیں کیں اور اس کا تیسری طور حضرت موسیٰ علیہ السلام برابر گائیڈ کر
یں ۔تو اس کا صیحح مطلب یہ ہے کہ یہودیوں کی گھڑے میں حضور تھے اور وہ
حضور پاک ﷺ کے مقابلے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فضلیت قائم کی
ہے ۔یہ عجیب بات ہے ایک آدمی اللہ سے برابر بات کر رہا ہے وہ واپس آتا ہے ۔
حضرت موسیٰ کو پھر بھجتے ہیں پھر وہ جا تا ہے پھر وہ یہ کیابات ہے یہ اس کا
مطلب یہ ہوا کہ ایک نبوی آدمی کو تیسری چوتھی کلاس کا عاجزہ ہے ۔تو میں
نے جو اپنا ساتھی میں موجود ہو لیکن میرے ذہن میں کوئی نئی بات نہیں کی
میں یہ کہا یہ یہودیوں کی سازش ہے ۔ اس میں خدا نخواستہ کوئی یہ ہر گز

نہیں ہے کہ میرے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقام منتقل ہو تایہ بھی ایک
پیغمبر ہیں سب جانتے ہیں قرآن جانتا ہے۔لیکن یہ پچاس نمازو ن سے پانچ
نمازیںجو ہیں میں ان کو کم از کم ایک نئی بات ہے کہ اس میں ایک بڑائی کی
بات ہے گنی چنی بات ہے ۔اللہ تعالیٰ نے قران میں پانچ نمازوں کا تذکرہ کیا
کوئی کہتا ہے تین نمازیں ہیں تو یہ جوپچاس نمازوں سے پانچ نمازیں ہیں تو یہ
تو ایک بارش برستی ہے اس بات سے ممتاز ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
کو ایک میڈیم ہے پیغمبر ہیں ان کی حجرت طاری ہو جائے اس میں یہ سلسلہ
پچاس نمازوں سے پانچ نمازوں کا اب مسئلہ یہ ہے کہ پانچ نمازیں کو ن پڑھتا ہے
بھئی وہ نمازی روحانی نہیںہے نمازکہتے ہیں صاحب آپ تاج کھیلنے بیٹھ گئے اور
ذہن میں یہ ڈال رہے ہیں کہ ہم روٹی بھی کھا نا بھول جائیں گے سبزی بھی لا نا
بھول جائیں گے ۔تاج سب کچھ ہے یہ بھی ایک مسئلہ ہے بھئی جب اللہ کے سامنے
آپ کھڑے ہیں۔ اللہ کے سامنے دل نہیں لگتاتاج کھیلنے میں آپ کا دل لگے گا فلم
کوئی چل رہی ہے ٹی وی کے سامنے بیٹھے ہو ئے ہیں سارے بیٹھے ہو ئے ہیں اگر
تھوڑی دیر آپ اٹھ جا ئے لیکن کو ئی آدمی چار رکعت کی نیت باندھ لیں اور اس
سے کہیں کوئی ایک رکعت پڑھ لے تو کوئی نہیں پڑھے گا۔ تو میرا خیال ہے ایسی
کوئی بات نہیں تو مقصد یہ ہے کہ نماز کا جو فرض نمازوں کا مسئلہ ہے یہ بات
سمجھ نہیں آتی برحال نماز فرض ہے اس کو کوشش کر نی چاہئے کہ نماز کو
نماز کی طرح پڑھا جائے ۔وجہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرما یا نماز
الصلات ...کہ نماز جو ہے انسان کو خواہشات سے مبتلا کر تی ہے ۔لیکن ماشا
اللہ ہم اتنے سارے لوگ بیٹھے ہو ئے ہیں اب جو لوگ کہتے ہیں نماز اپنی
جگہمکاری اپنی جگہ بے ایمانی اپنی جگہ وہ والا کام یہ والا کام اس دھن میں
اگرآپ کی نماز ممکن ہے خواہشات میں نہیں رہا تو اس کو کسی بھی صورت
میںنماز نہیں ہو گی ۔نما ز کا مطلب ہی یہی ہے کہ انسان خواہشات میں مبتلا
نہ ہورسول اللہ ﷺ نے اپنی معراج میں بھی ذکر فرمایا کہ نماز مومن کی معراج
ہے ... الصلات معراج المومن...کہ نماز مومن کے لئے معراج ہے،معراج کا مطلب
ہے حضور پاک ﷺ کا ہر عمل ،حضور پاکﷺ کا ہر قول اللہ کی طرف سے ہے اور
اس میں حکمت ہے ﷺ بغیر حکمت کے حضور کا کو ئی قول نہیں ہے۔ الصلات
معراج المومن کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی انسان اس بات سے واقف ہو تا ہے
نماز کو اس کے حقوق العباد کے ساتھ قائم کر لیتا ہے ۔تو اس کے اوپر غیب کی
دنیا نشرہو جاتی ہے ۔وہ مومن ہو تا ہے ۔حضور پاک ﷺ نے فرما یا کہ مومن کو
مرتبہ احسان عطا فرما ئو۔اورمرتبہ احسان میں دومرتبہ مومن کو فرما یا ہے کہ
ایک مرتبہ یہ ہے کہ مومن جب یہ دیکھتا ہے کہ مجھے اللہ دیکھ رہا ہے اور اعلیٰ
درجہ یہ ہے وہ دیکھتا ہے کہ میں اللہ کو دیکھ رہا ہو ں ۔تو مومن کی تعریف
یہ ہے کہ ہم اس کا صلات کے ذریعے نماز کے ذریعے غیبی دنیاکا انتشار ہو جا تا
ہے ۔اتنی ہی ہے اختتام

خطبات

خواجہ شِمسُ الدّین عظیمی

Acd vol 68

Track 4

Time 10:05

(سوال و جواب)

٤۔باطنی آنکھ،قلب کی آنکھ ،روحانی آنکھ ،تیسری آنکھ سے کیا مراد ہے اور
اس کو بیدار کر نے کا آسان طریقہ کیا ہے ؟

سوال یہ ہے باطنی آنکھ، تیسری آنکھ ،قلب کی آنکھ اور روح کی آنکھ سے کیا
مراد ہے کیا یہ سب ایک ہی آنکھ کے مختلف نام ہیں اور دوسری بات ان کے کام
کیا ہیں ان کو بیدار کرنے کا آسان ترین طریقہ کیا ہے ؟

جواب۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرما یا ہے ...عربی آیت ...یہ اللہ کے
کوئی علوم نہیں اناج نہیںدیکھے جو اللہ کے ہو تے ہیں تو اللہ خود آنکھ بن جا تا
ہے ...کہ کوئی آنکھ اللہ کو نہیں دیکھ سکتی۔ جب خود کو اللہ دیکھا نا چاہتا
ہے۔ تو اللہ خود آنکھ بن جا تا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ کو باطنی آنکھ سے
نہیںدیکھ سکتی ۔ اللہ کو اللہ کی آنکھ سے دیکھ سکتے ہیں کہ جو بندے پر اپنی
مزملات کا انتشاب کر ے دوسرے الفاظ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ بندے
کو صدقہ دیکھا ئیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ انتظام کیا کہ وہ خود آنکھ بن جاتے ہیں تو
اس میں جو محدود ہے وہ یہ ہے کہ کوئی ذات محدود لامحدود مٹی کے اندر نہیں
رہے سکتا ۔مثلاً آپ بنانے سے یا مٹی میں سے کوئی پانی نکال لیں یا مٹکے میں
پانی نکال لیں ۔تو مٹی میں نکلا ہوا ایک قطرہ پانی اورا س کی حیثیت پانی کے
علاوہ کچھ بھی نہیں ہے ۔مٹی میں نکلا بھی ہوا ہے ۔لیکن ایک مٹکے جو ہے وہ
گلاس میں سے نہیں نکلتا بلکہ گلاس میں سما جا تا ہے ۔وہ بھی محدودچیز لا
محدود میں شئے میں صلاحیت کر کے اپنا وجود کر لیتی ہے ۔جب تک کہ کوئی چیز
محدود ہے وہ لامحدود شئے میںتاثر ہو کر اپنا وجود تقویٰ کرتی ہے ۔لیکن وہ
خودلا محدود نہیں ہو تی۔ اب یہ اللہ تعالیٰ نے فرما یا ...عربی آیت ...جب کوئی
آنکھ اللہ کا ادراک نہیں کر سکتی لیکن اللہ خود آنکھ بن جا تا ہے ۔اب اس آیت
کریمہ میں جب آپ غور کریں گے تو اس سے یہ بات سامنے آجاتی ہے کہ کوئی
بندہ اللہ کو دیکھ سکتا ہے ۔لیکن ان کی طرز یہ ہے کہ کو ئی بندہ اللہ کو اللہ
کی آنکھ سے دیکھ سکتا ہے ۔کوئی بندہ اپنی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا ۔اللہ کی
آنکھ اس سے اور زیادہ وضاحت کریں اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فر مایا ہے کہ
ہم بہ خلا ء سے ایک پتلا بنا یا مٹی سے کئی نعمتیہم نے کھنکنی مٹی سے بجری
مٹی سے اور خلا میں وہ ڈال دیا اور نوع انسان بن گئے یعنی خلاء ہے اور اس خلاء
کے اندر ہم نے روح ڈال دی تو اس کا مطلب یہ ہوا ہم نے انسان کے اندر اپنی روح

ڈالی دی۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان ایک پتلا ہے جب تک انسان پتلا ہے وہ
بچے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ نے اس میں اپنی روح ڈال دی تو وہ خلا ء جو ہے وہ
بھر گئی اور اس خلاء کے بھرنے کے بعدانسان کے اندحواس پیدا ہو گئے ہے دیکھنے
کے حواس، سننے کے حواس، کسی چیز کو محسوس کرنے کے حواس،، کسی چیز
کو سمجھنے کے حواس،تو ا ب اصولن یہ ہوا کہ انسان کے پتلے کے اندر خلاء کے
اندر اللہ کی روح نہ ہو تو اس کے اندر حواس نہ پیدا ہو تے۔ جب اللہ تعالیٰ نے
اس پتلے کے اندر یا خلاء کے اندراپنی روح ڈال دی تو اس میںحواس پیدا ہو گئے۔اب
حواس جو اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر ڈالیں ہیں وہ دو طرح کے حواس ہیں۔
ایک حواس کی طرح یہ ہے کہ وہ حواس مادی چشمہ لگا کر کسی چیز کو
محدود دائرہ میں دیکھنا۔اس کو ہم کہتے ہیں مادیت کا دیکھنا ۔ گوشت پوست
کا عارضی اور ایک حواس وہ ہیں جو مادی آنکھ کی کار گزاری کے خلاف کسی
چیز کو لا محدود دیکھنا۔ اب انسان کے اندر ایک آنکھ محدود ہے۔ اب انسان کے اندر
ایک ساکت موجود ہے۔ مادی آنکھ بھی ایک آدمی کی نظر کمزور ہے۔ اس کو آپ
چشمہ لگا دیجئے تو وہ دور تک دیکھے گا اب اسی کے آپ دور بین لگا دیجئے تو وہ
اور زیادہ دور دیکھے گا۔تو وہی آنکھ بعد میں مائکرواسکوپ پر آپ رکھ دیں تو
آسمانوںمیں جو ستارے ہیں ان کی واضع تصویریں دیکھے گا۔ اب مثلاً یہ ہے کہ
اگر کسی صورت سے آنکھ کا نظام تبدیل کر دیا جا ئے ۔چاہے۔ تومادی اعتبار سے
کیوں نہ ہوتو مادیت کی روست جو ہے وہ بڑھ جاتی ہے۔یہ رات دن کا ہمارا
تجربہ ہے کہ لیکن ماشااللہ اتنے لو گ چشمہ لگا تے ہیں اگر وہ چشمہ اتار دیں
گے تو انہیں قریب کی چیزیں نظر آئیں گی دور کی چیزیںنظر نہیں آئیں گی ۔اگر
وہ چشمہ لگا لیں گے تو ان کو دور کی چیزیں نظر آئیں گی ۔سوال یہ ہے کہ
مادی آنکھ کی جوروست ہے دیکھنے کی ہر فرد کے اندر جب چشمہ لگا یا تو نظر
کی جامعیہ بدل گئی ۔جامعیہ کیا بدلاکہ نظر جو ہے نظر کو دیکھنے کا طریقہ ہے
اس طریقہ میں نظر کا ڈھونڈنا اور محوری گردش کا نظام ہے ۔چشمہ کا کام جو
ہے۔ اگرہم چشمہ لگا تے ہیں تو نظر گھوم جاتی ہے اور گھوم کرفوکس بن کر
دور تک جاتی ہے ۔اس کی مثال یہ سمجھیں آپ کہ آپ ایک بلب جلا ئیں چھوٹا
جلائیں بڑا جلا ئیں یعنی ساٹھ واٹ کا بلب جلائیں تو وہی بلب ایک بیٹری میں لگا
دیںچارج جیسے کہتے ہیں اور وہی بلب اس کے سامنے ایک شیشہ لگا ئیں تو
روشنی گھوم گھوم کرفوکس اتنا بڑا ہو گا کہ وہ میلوں دور پہنچے گا۔ کسی بھی
بلب کا جب وہ میلوں تک پہنچ جائے گا لیکن ساٹھ یا ایک ہزار واٹ بجلی کا جو
بلب ہے وہ اس واٹ ہے تو اس میں نظر کے واقع میں دو باتیں زیربحث آگئیں کہ
نظر جو ہے اس کی جو روست ہے روست کا تعلق محوری گرد سے ہے ۔گھومنے
سے ہے دائرہ سے ہے اور دوبین کا دوربین کے اندر جتنے زیادہ دائرہ ہو تے ہیں
اور زیادہ بلا شفاف ہو گا دوربین زیادہ صاف نظر آئے گا اب آپ بندوق پر آجائیے
آپ غلیل سے چھرے پھنکے کیا کہتے ہیں غلیل سے بڑی دور جائیں گے ۔لیکن اچھی
بندوق کی انسانی دماغ کی طرح کھول کر دیکھئے گے اس کی بناوٹ بھی الگ ہو

گی ۔مطلب یہ ہے کہ آپ اس کا گھوڑا بنا دیں گے بندوق کے اندر تو اونٹ کے
رفتار سے گھوڑی کی کتنی رفتار ہو گی مقصد یہ ہے کہ رفتار کا تعاون ہے اگر تو
محوری گردش سے ہے۔ اور رفتار کی کمی کا تعاون جو ہے وہ روحانی گردش
ہے تو یہ ساری زمین جو ہے یہ دو گردشوں پر چل رہی ہے ایک محوری گردش
ہے ایک روحانی گردش ہے ۔تو جب ہم کسی لا محدود دائرے میں قدم رکھتے ہیں
تو ہو تا یہ ہے کہ ہمارے اندر محوری گردش جو ہے مطابق ہو جاتی ہے اس سے
بھئی زیادہ مطابق ہو جاتی ہے ۔کہ ہم مادیت کو چھوڑ دیتے ہیں ۔اب بھائی نے
سوال یہ ہے کہ باطنی آنکھ یا تیسری آنکھ سے کیا مراد ہے اور باطنی اور تیسری
آنکھ سے جب انسان دیکھتے ہیں تو اس انسان کے اندر اس پتلے کے اندر انسان
روح ہو تی ہے تو اس روح کا دیکھنا بدل بدل ایک میڈیم کے ذریعے دیکھ رہی
ہے ۔تو میڈیم کے ذریعے کو ئی روح دیکھ رہی ہے تو وہ مادی آنکھ سے دیکھ رہی
ہے ۔ٹائم اسپیس سے پابند ہو کر دیکھ رہی ہے۔ محدود دیکھ رہی ہے ۔لیکن
اگر یہی نظر ۔اتنی ہی ہے ۔اختتام

خطبات

خواجہ شِمسُ الدّین عظیمی

Acd vol 68

Track 5

Time 04:22

(سوال و جواب)

۵۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش اور وفات میں کیا حکمت پوشیدہ ہے ؟

سوال ۔ صاحب سوال یہ ہے کہ ظفر علی صاحب ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ
السلام کی پیدائش اور وفات میں کون سی حکمت پوشیدہ ہے ہمارے یہ بھکتوں
کا کیا کہنا ؟

جواب ۔بھئی یہ تو بہت سیدھی سی بات جو ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی
قدرت کا اظہار کیا ۔بس اللہ تعالیٰ نے یہ بتا یا کہ اللہ تعالیٰ اتنا صاحب قدرت
ہے کہ جب پیدا کر نا چاہتا ہے تو بغیر ماں کے بھی پیدا کر دیتا ہے۔ جیسے
حضرت حواکو پیدا کیا اور جب وہ پیدا کر نا چاہتا ہے تو بغیر باپ کے بھی پیدا کر
دیتا ہے۔تو اس میں پہلی یہ بات اللہ تعالیٰ بتا رہے کہ اللہ تعالیٰ جو ہیں ۔اللہ
تعالیٰ سے بنے نظام ہیکائنات میں جو پیدائش کا نظام ہے۔ اب اس میں اللہ
تعالیٰ پابند نہیں ہے مجبور نہیں ہے ۔اللہ تعالیٰ نے اپنی مرطوب منشاء سے یہ
نظام بنا دیا ہے ۔اور اللہ تعالیٰ کی مرطوب اور منشاء سے یہ نظام جاری وساری
ہے ۔اگر اللہ چاہے۔ تو اس نظام میں اللہ کے چاہنے کے مطا بق تبدیلی ہوسکتی ہے

آپ سب جانتے ہیں حضرت آدم علیہ السلام بغیر ما ں باپ کے پیدا ہو ئے۔حضرت
اماں حوا بغیر ماں کے پیدا ہو ئیں اور آپ سب بھی تو آدم سے پیدا ہو ئے اور
حضرت عیسیٰ علیہ السلا م بغیر باپ کے پیدا ہو ئے ۔تعریف تو یہ ہے کہ اللہ
تعالیٰ اپنی قدرت کا اظہار دفر ما رہے ہیں۔ اللہ تو صاحب قدرت ہے اور اللہ
کی ہستی اتنی ساری قدرت ہے کہ وہ جو چاہے جس طرح چاہے جب چاہے کر
سکتا ہے وہ پابند نہیں ہے ۔مخلوق پابند ہے اللہ تعالیٰ پابند نہیں ہے اور
روحانی نقطہ نظر سے اسکی اگر تشریح کر یں اس کی تو ہمیں حضرت مریم
علیہ السلام کی طرف ہجر کر نا ہو گا ۔حضرت زکریا علیہ السلام ایک ہجرے
میں حضرت مریم علیہ السلام دیکھا اور انہونقید کر لیا تو ہجرے کے بعد جب
کھولا تو حضرت مریم علیہ السلام کی صحت بجائے کمزور ہو نے کے اچھی ہو
گئی ۔اور پو چھا بھئی میں تمہیں اتنے دن سے نہ پانی ملا نہ دانہ ملا میں تو بھول
گیا تھا اس بھوک میں تمہاری صحت کیسے اچھی ہو گئی ۔تو حضرت مریم علیہ
السلام نے فرمایا میں توبھوکی نہیں ہو ں میرا اللہ تو مجھے کھا نے کو دیتا رہا ۔
تو اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ جس طرح مردوں کے اندر روحانی صلاحیت موجود
ہے۔ اس طرح خواتین کے اندر بھی روحانی صلاحیت موجود ہے ۔جس طرح ایک
مرد فرشتوں کو دیکھ سکتا ہے اس طرح ایک عورت بھی فرشتوں کو دیکھ سکتی
ہے ۔جس طرح ایک مرداللہ تعالیٰ کی طرف سے حاصل کر دہ کھا نا کھاسکتا ہے
اسی طرح عورت بھی کھا سکتی ہے۔یعنی جہاں روحانی صلاحیتوں کا تعلق ہے
مردا ور عورت جو ہیں۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے تخصیص نہیں کی۔ روح سب کے
اندر جب پیدائش کا جو سلسلہ ہے اپنا فرشتہ آیا اور اس نے کہا کہ تیرے یہاں بیٹا
ہو گا حضرت مریم نے کہا کیسے بیٹا ہو گا میں تو کنواری ہوں فرشتے نے کہا
بھئی اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں وہ ہو تا ہے۔ بس اللہ تعالیٰ نے ایسا چاہا تو
حضرت مریم علیہ السلام نے یہ کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ ایسا چاہتے ہیں تو ٹھیک
ہے ۔دیکھئے ایک عورت کنواری عورت اس کے ذہن میں یہ بھی ہے اگر میرے یہاں
بچہ پیدا ہو گیا ۔تو دنیا کیا کہے گی اور دنیامیں میری رسوائی ہو گی۔ لیکن جب
فرشتے نے کہا کہ اللہ ایسا ہی چاہتا ہے تو حضرت مریم نے

accept

کر لیا تو پھر حضرت مریم کے سامنے رسوائی پر اور بدنامی پر کوئی سوال ذہن
میں نہیں آیا ۔اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر مرد اور عورت۔اتنا ہی ہے۔ اختتام